ادبیات

غزل

از

(سعید احمد اکبر آبادی)

زمانہ چلتے چلتے رک گیا ہے
کسی کے رُخ سے کیا پردہ اٹھا ہے

سرورِ جاودانی ہے اسی کو
جو غم کی آگ پر برسوں تپا ہے

متاعِ عظمتِ آبا وہیں ڈھونڈھ
جہاں کل کاروان تیرا لٹا ہے

قیامت ہے بضد اہلِ گلشن
جلو گیرِ خزاں برقِ بلا ہے

نہ ہو دشمن کو بھی مقسوم یارب
وفا کا جو صلہ ہم کو ملا ہے

"نہ تھی خالی غرض سے عاشقی بھی"
بجا ارشاد ہے بالکل بجا ہے

وہ آئے بھی گئے بھی کب کے آکر
دل اب تک راہ کس کی تک رہا ہے

دمِ گریہ تسلی کی یہ باتیں!
یہ چشمہ جب کھلا تو کب رکا ہے

نہیں پرسش سے مانع غیرِ ان کو
بس اک حائل وہ اندازِ حیا ہے

زہے آسانیٔ راہِ محبت
نہیں گردن جھکا کر پا لیا ہے

بھلا کیا اعتبارِ دولت و جاہ
رہینِ بوم جب بالِ ہما ہے

کھنڈر پر بیٹھ کر اے رونے والے
یہیں تو تیرا گنجینہ چھپا ہے

سعیدِ زار کی حالت عجب ہے
سنجانے عارضہ کیا ہو گیا ہے